© rasailojaraid.com

ایمان... اصلاحِ انسانیت کا تریاق

تحریر: شاہدہ محمد علی معلمہ جامعہ اثریہ للبنات جہلم

قوموں اور جماعتوں کی اصلاح بغیر کسی اصول و ضابطہ کے محض اتفاقات کے تھپیڑوں سے نہیں ہو جایا کرتی۔ جو قومیں گرنے کے بعد سنبھلنے اور اضمحلال کے بعد اپنے اندر قوت و توانائی پیدا کرنے کی آرزومند ہوتی ہیں وہ اپنے سامنے تربیت و اصلاح کا واضح پروگرام اور عزم رکھتی ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہوئے بغیر وہ رفعت و سربلندی کا کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ قرآن مجید میں اس اصول کی بڑے صاف الفاظ میں یوں نشاندہی کی گئی ہے: ﴿إن الله لايغير مابقوم حتى يغيروا مابأنفسهم﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتے، جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدلے''۔ بزبانِ شاعر:

؎ اللہ نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ... نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

مگر اپنی حالت کو بدلنے والی بات بہت مشکل ہے۔ دریاؤں کے رخ بدلنے آسان ہیں۔ زمین کا سینہ شق کرنا اور پہاڑوں کے جگر چھید نا ممکن ہے مگر قلوب و نفوس کے اندر تبدیلی بہت ہی مشکل ہے۔ اس ناممکن کو ممکن بنانے والی قوت صرف ایک ہے اور وہ ہے ایمان کی قوت۔

ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ انسان کی تربیت و اصلاح کا ایک وقت معین ہوتا ہے یعنی سن طفولیت، اگر یہ وقت گزر جائے تو پھر تکوینِ عادات اور تہذیب و اخلاق کی کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ اس طرح وہ اس امر کو بھی بہت اہمیت دیتے ہیں کہ آدمی جس ماحول میں پیدا ہوتا ہے اور پھر پروان چڑھتا ہے۔ وہ بھی اس کے بناؤ بگاڑ کا بہت حد تک ذمہ دار ہوتا ہے لیکن ہم جس قوتِ ایمانی کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس کی معجزہ نمائی اور کارفرمائی ہر آن مسلّم ہے۔ چاہے آدمی عمر کے کسی مرحلہ میں داخل ہو اور چاہے اس کے حالات اس کی تبدیلی کی راہ میں سنگِ گراں بن کر کھڑے ہوں۔ ایمان کی اک لہر اس کے دل و دماغ کو بدل کر رکھ دیتی ہے۔

دربارِ فرعون سے وابستہ جادوگروں کی قلبِ ماہیت کو دیکھ لیجیے۔ ذرا غور کیجیے! ان کی شخصیات کیسے بدل کر رہ گئیں۔ کتنا بڑا اصلاحی انقلاب آناً فاناً ان کے اندر برپا ہو گیا۔ کہاں ان کی سوچ کا یہ انداز کہ:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

﴿أإن لنا أجراً إن كنا نحن الغالبين﴾ ترجمہ: ''ہمیں انعام تو ملے گا اگر ہم غالب رہے۔''

اور کہاں یہ بلندیٔ فکر کہ: ﴿ولن نؤثرک علی ماجاء نامن البینات﴾

ترجمہ: ''ہم تجھ کو کبھی ترجیح نہیں دیں گے ان روشن دلائل پر جو ہمارے پاس آ چکے ہیں''۔

اور پہلی نیازمندی کے مقابلے میں ذرا بعد کی جرأتِ ایمانی کے تیور دیکھیئے:

﴿فاقض ما أنت قاض﴾ ترجمہ: 'تو ہمارے خلاف جو بھی فیصلہ کرنا چاہے کر لے۔''

آج مغربی حکمران حیران ہیں کہ باشندگانِ عرب جو بکریاں چرایا کرتے تھے، قوموں اور ملکوں کے حکمران کیونکر بن گئے؟ بادیہ نشین تمدن و حضارۃ کے رموز کیسے پا گئے؟ انہیں فتح و نصرت کا کون سا گر ہاتھ آ گیا تھا کہ قیصر و کسریٰ کے باجبروت حکومتوں کے تختے الٹنے میں کامیاب ہو گئے؟ لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں اور وہ راز بھی زیادہ دیر راز نہ رہا بلکہ سرِ عیاں ہو چکا ہے۔

عربوں کی کایا پلٹ دینے والی چیز اکسیر ایمان تھی۔ جس کے ذریعے سرور کائنات حضرت محمد ﷺ نے اپنے صحابہؓ کی زندگیوں میں محیّر العقول انقلاب پیدا کیا۔ اسی اکسیر کی بدولت ان کے حالات میں تغیر رونما ہوا۔ ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا پورا ڈھانچہ بدل گیا۔ بتوں کو پوجنے والے توحید پرست بن گئے اور جاہلیت کی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھانے والوں کے سینے نورِ ایمان سے منور ہو گئے۔

حیاتِ انسانی کا عظیم الشان قصر ہر طرف سے مقفل تھا۔ حیاتِ انسانی کی اس مشکل کو بڑے بڑے دارالحکومتوں میں حل نہ کیا جا سکا۔ عظیم الشان یونیورسٹیاں اور درس گاہیں اس سے عاجز آ گئیں تو اللہ کی رحمت کو جوش آیا اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر، ایک چھوٹی سے غار میں فرو کش انسانیت کے عظیم محسن کے ہاتھ پر اس مشکل کو آسان کر دیا اور تمام اقفالِ حیات کی کلید ان کی خدمت میں پیش کر دی گئی یعنی ایمان باللہ والرسول والیوم الآخر کی شاہ کلید جس نے ایک ایک قفلِ حیات کو کھول دیا۔

بالخصوص اس کلید نے عقلِ انسانی کا قفل کھول دیا اور وہ انفس و آفاق میں اللہ کی بے شمار نشانیاں دیکھنے کے قابل ہو گئی اور شرک و بت پرستی کی برائی کو محسوس کرنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے بڑے بڑے مشرک موحد بن گئے۔ بھیڑ، بکریوں اور اونٹوں کو چرانے والے اقوام و ملل کے پاسبان بن گئے۔ نیابتِ الٰہی سے ہمکنار ہو کر عالم پر حکمرانی کرنے لگے۔

قصہ مختصر یہ کہ افرادِ معاشرہ کی اصلاح کیلئے جتنا مؤثر کردار ایمان ادا کرتا ہے اور کوئی چیز نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس طرح دورِ جدید کے تمام مشکل مسائلِ حیات کو بھی ایمان کی بنیاد پر حل کیا جا سکتا ہے اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ جدید مسائلِ حیات کیلئے یہ قدیم کلید کارآمد نہیں اور نہ ان کے حل کیلئے کسی جدید کلید کی ضرورت ہے کیونکہ:

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک ۔۔۔ دل کم نظری قصۂ جدید وقدیم

زندگی کے مسائل جو آج سے ہزاروں سال پہلے تھے وہی آج بھی فکرِ انسانی پر تسلط جمائے ہوئے ہیں۔ فرق جو کچھ پڑا ہے وہ صرف یہ ہے کہ یہ مسائل نئے رنگ میں سامنے آئے ہیں۔ آج سے ہزاروں سال پہلے انسان کو امن کی ضرورت تھی اور آج بھی انسان اس کا بشدت ضرورت مند ہے۔ آفاتِ ارضی وسماوی، دکھ تکالیف او بیماریاں پہلے بھی انسانوں کو لاحق تھیں اور آج بھی ہیں۔ انسان ایک دوسرے کے حقوق پر پہلے بھی ڈاکہ ڈالتا تھا اور آج بھی۔ جھوٹ، مکر وفریب، وعدہ خلافی، بدعہدی جیسے اوصافِ رزیلہ اس زمانے میں بھی انسان کیلئے مضر تھے، جب وہ اونٹوں اور گدھوں پر سواری کرتا تھا آج بھی جبکہ وہ کاروں اور جیٹ طیاروں میں سفر کرتا ہے ان کی مضرت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

خوفِ الٰہی سے عاری لوگوں اور انبیاء درسلؑ کی تعلیمات سے انحراف کرنے والوں کی پہلے بھی کمی نہ تھی اور آج بھی کمی نہیں۔ پس جب زندگی کے مسائل اپنی حقیقت کے اعتبار سے پرانے ہی ہیں تو کیا مضائقہ اگر ان کا علاج بھی وہی اختیار کرلیا جائے جو صدیوں سے شافی ثابت ہو رہا ہے۔

یعنی: ﴿آمنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر﴾ اور ایمان سے ہماری مراد دینِ اسلام کا پیش کردہ ایمان ہے۔ قرآن وسنت کا ایمان اور صحابہؓ وتابعینؒ کا ایمان، جو عرفانِ الٰہی، حسن نیت واعتقاد اور عمل صالح سے عبارت ہے۔ وہ عقلی ایمان نہیں جو متکلمین کے ہاں ملتا ہے۔ نہ وہ روحانی ایمان جو اہلِ تصوف کا خاصہ اور نہ وہ خشک ظاہریت پر مبنی ایمان جو ایک مکمل اسلوبِ حیات سے۔ حقیقی ایمان پوری زندگی پر اپنے نقوش واثرات مرتب کرتا ہے اور اسے صبغۃ اللہ میں رنگ دیتا ہے۔ انسان کے افکار ونظریات اس کے جذبات واطوار سب اطاعتِ الٰہی اور بندگیٔ رب کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہوتا جس پر یہ رنگ گہرا نہ ہو۔ ﴿صبغة الله ومن أحسن من الله صبغةً﴾ جو قوم ایمان سے منور زندگی بسر کرنا چاہتی ہے اسے اپنے جملہ اصول ومناہج تقاضائے ایمان کے مطابق بدلنا ہوں گے اور ہر اس چیز سے دست کش ہونا پڑے گا جو نورِ ایمان کا راستہ روکنے والی ہو۔ اگر کوئی قوم یہ قربانی نہیں دیتی مگر اسلام وایمان کا دعویٰ کرتی چلی جاتی ہے تو اس کے اس دعویٰ کی کوئی حیثیت نہیں یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔

اے اللہ امت مسلمہ کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرما۔ (آمین)

© rasailojaraid.com